

ایک بے کسو غریب کا کُنہہ اُجرُٹا گیا

ایک بے کسو غریب کا کُنہہ اُجرُٹا گیا
 گودی اُجرُٹ گئی کوئی جھولا اُجرُٹا گیا
 اے ارضِ کربلا تیری گودی ان کر
 فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجرُٹا گیا

پانی ملا نہ فاطمہ کے نورِ عین کو
 دریا تڑپ کے رہ گیا پاسے حسین کو

بچے عطش میں ہائے بے اب ہو گئے
 آخر تڑپ کے موت کی گودی میں سو گئے

لیلیٰ کا چاند ظلم کی بدلی میں گھر گیا
 نیزہ جگر پہ کھایا جوانی میں مر گیا

کیا موت تھی خدا کی قسم دل دھل گیا
 دو ہچکیو میں موت کا سامان ہو گیا

شبیر کا وہ لال وہ نیرو کی نُوکیا
موت ائی کیسے وقت میں دولہا بنا ہوا

عبّاس جس کے دم سے تھا سرور کو اطمینان

تھی جس کے دم سے فوجے حسینی کی ان بان

شانے کٹا کے حق ترائی میں سو گیا

غانری کا جسم گھوڑو سے پامال ہو گیا

جھولے میں کھلتا ہوا بچا حسین کا

دودن کی بھوک پیاس سے گملا کے رہ گیا

سوکھی زبان دیکھانے پہ ایک حشر ہو گیا

ایک تیر لگا حلق چھیدا دم نکل گیا

